روح تحقیق، جلد ۲، شمارہ ۲، مسلسل شمارہ: ۴، سال ۲۰۲۴ء

ڈاکٹر ابو اللیث صدیقی کی ادبی خدمات - تحقیقی جائزہ

ڈاکٹر عمران علی
پی ایچ۔ڈی (اردو)، لاہور گریژن یونیورسٹی، لاہور

ڈاکٹر محمد اعجاز تبسم
اسسٹنٹ پروفیسر اردو، لاہور گریژن یونیورسٹی، لاہور

DR ABU AL-LAIS SIDDIQUI'S LIETRARY SERVICES

Dr. Imran Ali
PhD Urdu
Lahore Garrison University, Lahore

Dr. Muhammad Ijaz Tabassum
Assistant Professor of Urdu
Lahore Garrison University, Lahore

Abstract

Dr. Abu al-Lais Siddiqui rendered great services for the promotion of Urdu language and literature. He is recognized in literary circles as a teacher, researcher, linguist and journalist. He started his teaching career at Aligarh Muslim University. After the partition, he migrated to Pakistan in ١٩٤8 and joined Oriental College, Lahore as a senior lecturer. In ١٩٥٦, he joined Karachi University as an associate professor of Urdu from where he retired in ١٩٧٦ as the chairman of Urdu Department. He was the first scholar who obtained doctoral degree in Urdu from Aligarh Muslim University. He contributed to Urdu language with his valuable books as well. The article focuses Dr Siddiqui's literary services in promotion of Urdu language.

Keywords:
Abu al-Lais Siddiqui, Linguist, Journalist, Aligarh Muslim University

ابو اللیث صدیقی (۱۹۱۶ء۔۱۹۹۴ء) کے آباؤ اجداد منگولوں (۱۲۰۶ء۔۱۳۷۰ء) کے دورِ عروج میں ایران سے ہجرت کر کے برصغیر میں ریاست اتر پردیش ضلع بدایوں، موجودہ بھارت میں آئے۔ ان کا نسبی تعلق حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ (۵۷۳ء۔۶۳۴ء) سے ہے۔ برصغیر میں یہ "حمیدی خاندان"(۱) کے نام سے مشہور ہے۔

ابو اللیث پندرہ جون ۱۹۱۶ء کو آگرہ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم مدرسے سے حاصل کرنے کے بعد آگرہ کے اسلامیہ ہائی سکول میں داخلہ لیا۔ ۱۹۲۹ء میں مڈل، ۱۹۳۲ء میں میٹرک، ۱۹۳۴ء میں انٹرمیڈیٹ اور ۱۹۳۷ء میں بی۔ اے (آنرز) کے امتحانات میں کام یابی حاصل کی۔ مارچ ۱۹۳۸ء میں اردو زبان و ادب میں ایم۔ اے کیا۔ ان کے گھریلو حالات بہتر نہیں تھے اس لیے تعلیمی اخراجات پورے کرنے کے لیے لکھنؤ یونین کونسل میں سیکرٹری کے طور پر ملازمت شروع کر دی۔ چھ ماہ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں اردو کے لیکچرار رہے۔ انھوں نے ۱۹۴۳ء میں رشید احمد صدیقی (۱۸۹۴ء۔۱۹۷۷ء) کی راہ نمائی میں پی ایچ۔ڈی کا مقالہ "لکھنؤ کا دبستان شاعری" لکھا۔ اس مقالے میں لکھنؤ کے ان شعرا کا انتخاب کیا گیا جو پہلے منظر عام پر نہ تھے۔(۲) اسے ایک حوالہ جاتی ماخذ کی حیثیت حاصل ہے۔

۱۹۴۳ء میں وہ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں سینئر لیکچرار ہو گئے۔ ۱۹۴۷ء میں لندن یونیورسٹی میں داخلہ لیا لیکن برصغیر کے سیاسی حالات کی خرابی کی وجہ سے نہ جا سکے۔ جون ۱۹۴۸ء میں اپنے اہل و عیال کے ساتھ ہندوستان سے ہجرت کر کے لاہور آ گئے۔ ستمبر ۱۹۴۸ء میں لسانیات کی تحقیق و تدریس کے لیے لندن چلے گئے۔ ۱۹۴۹ء میں لندن سے واپسی پر شعبہ اردو، اورینٹل کالج، لاہور میں سینئر لیکچرار متعین ہوئے جہاں انھوں نے ۱۹۵۶ء تک علمی و ادبی خدمات انجام دیں۔ مارچ ۱۹۵۶ء میں کراچی یونیورسٹی، شعبہ اردو میں ایسوسی ایٹ پروفیسر (ریڈر) متعین ہو گئے۔ ۲۵ دسمبر ۱۹۶۲ء میں پروفیسر کے عہدے پر ترقی کے ساتھ صدرِ شعبہ اردو، کراچی یونیورسٹی مقرر ہوئے۔ جون ۱۹۷۶ء میں مدت ملازمت کی تکمیل پر اپنے عہدے سے سبک دوش ہو گئے۔

۱۹۷۶ء میں اردو لغت بورڈ، کراچی کے مدیرِ اعلیٰ مقرر ہوئے جہاں انھوں نے ۱۹۸۴ء تک خدمات انجام دیں۔ انھوں نے اس دوران اپنی تمام مصروفیات علم و ادب کے لیے وقف کیے رکھیں۔ اسی حوالے سے شجاعت حمیدی بدایونی روزنامہ **جنگ** مورخہ ۲۵، اکتوبر ۲۰۲۱ء میں اپنے کالم میں لکھتے ہیں کہ

ابواللیث صدیقی اکثر کہتے تھے کہ درس و تدریس اور تحقیق میں مصروفیات کے باعث اپنی ذات کے بارے میں کچھ لکھنا مشکل ہے۔(۳)

ابواللیث صدیقی نے پچاس کے قریب پی ایچ۔ڈی کے مقالوں کی راہ نمائی کی۔ انھوں نے دورانِ تعلیم ہی اپنے ادبی اور تحقیقی کاموں کا آغاز کر دیا تھا اور بہت سے علمی و ادبی رسائل و جرائد کی ادارت بھی کی۔ ان کی وفات سات ستمبر ۱۹۹۴ء میں ہوئی۔

ان کی کتب کی تفصیل حسبِ ذیل ہے: (**لکھنو کا دبستانِ شاعری**، ۱۹۴۴ء)۔ (**جرات: ان کا عہد اور عشقیہ شاعری**، ۱۹۵۲ء)۔ (**غزل اور متغزلین**، ۱۹۵۴ء)۔ (**نظیر اکبر آبادی: ان کا عہد اور شاعری**، ۱۹۵۷ء)۔ (**تجربے اور روایت**، ۱۹۵۹ء)۔ (**بنیادی اردو**، ۱۹۶۵ء)۔ (**ادب و لسانیات**، ۱۹۷۰ء)۔ (**اردو کی ادبی تاریخ کا خاکہ**، ۱۹۷۱ء)۔ (**جامع القواعد، حصہ صَرف**، ۱۹۷۱ء)۔ (**اقبال اور مسلکِ تصوف**، ۱۹۷۷ء)۔ (**ملفوظاتِ اقبال، مع حواشی و تعلیقات**، ۱۹۷۷ء)۔ (**اردو میں سائنسی ادب کا اشاریہ**، ۱۹۸۱ء)۔ (**اردو قواعد**، ۱۹۸۹ء)۔ (**آج کا اردو ادب**، ۱۹۹۰ء)۔ (**تہذیب و تاریخ**، ۱۹۹۲ء)۔ (**تاریخ زبان و ادب اردو**، ۱۹۹۸ء)۔ (**جدید منتخباتِ اردو نظم**، ۲۰۰۸ء)۔ (**مصحفی اور ان کا کلام**)۔

وضاحتی کتابیات

میر حسن اور ان کا غیر مطبوعہ کلام

یہ کتاب نظامی پریس بدایوں نے ۱۹۳۹ء میں شائع کی۔ اس میں میر حسن (۱۷۲۷ء۔۱۷۸۶ء) کے مرثیے، قصائد اور غزلوں پر بحث کی گئی ہے۔ میر حسن کی مثنوی **سحر البیان** اردو ادب میں اپنا منفرد مقام رکھتی ہے۔ اس مثنوی کی وجہ سے میر حسن کا دیگر کلام نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ کتاب میں میر حسن کی دیگر اصناف پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔ میر حسن کے فکر و فن سے متعلق یہ بہت اہم کتاب ہے۔

اردو صحافت انیسویں صدی میں

یہ کتاب بھی نظامی پریس بدایوں نے ۱۹۴۲ء میں شائع کی۔ اس میں صحافت اور ادب کے تعلق کو موضوع بنایا گیا ہے۔ انیسویں صدی میں اردو صحافت کے ارتقائی مراحل سے آگاہی کے ضمن میں ایک مفید ماخذ ہے۔ اس کتاب میں انھوں نے عمدہ عالمانہ و محققانہ تجزیہ پیش کیا ہے۔ اردو صحافت کے محققین اور تجزیہ کار اس مفید ماخذ سے بے نیاز نہیں ہو سکتے۔

لکھنو کا دبستان شاعری (جلد اول، دوم)

مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ نے ۱۹۴۴ء میں ان کا ڈاکٹریٹ کا مقالہ دو جلدوں میں شائع کیا۔ کتاب کے صفحات کی تعداد ۶۱۳ ہے۔ اس کو دس ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلے چار ابواب میں بالترتیب لکھنؤ کی داستان، شان و شوکت، تہذیبی و ثقافتی پس منظر، لکھنوی شاعری کا معاشرے پر اثر، نوابان اودھ اور ان کی شاعری جیسے موضوعات شامل ہیں۔ پانچویں باب میں مہاجرین شعرائے دہلی جن میں سراج الدین (۱۶۸۷۔۱۷۵۶ء)، سودا(۱۷۱۳۔۱۷۸۱ء)، میر حسن(۱۷۳۶۔۱۷۸۶ء)، خلیق(۱۷۶۷۔۱۸۴۴ء)، میر قمرالدین منت (و۱۷۹۴ء)، جعفر علی حسرت(۱۷۳۴۔۱۷۹۱ء)، میر سوز(۱۷۲۰۔۱۷۹۹ء)، میر تقی میر (۱۷۲۳۔۱۸۱۰ء)، جرات (۱۷۴۸۔۱۸۰۹ء)، انشا(۱۷۵۲۔۱۸۱۷ء)، مصحفی(۱۷۴۸۔۱۸۲۴ء)، سعادت یار خان رنگین (۱۷۵۷۔۱۸۳۵ء)، نسیم دہلوی (۱۸۰۰۔۱۸۶۶ء) کے حالات واقعات، ان کی تصانیف اور ان کا کلام شامل ہے۔ چھٹے باب میں ناسخ (۱۷۷۲۔۱۸۳۸ء) اور ان کا سلسلہ، دیگر شعرا میں وزیر(۱۷۹۵۔۱۸۵۴ء)، برق (۱۷۸۵۔۱۸۵۷ء)، رشک(۱۷۹۹۔۱۸۶۷ء) ، مہر(۱۸۱۵۔۱۸۷۹ء) ، منیر(۱۸۱۴۔۱۸۸۰ء)، بحر(۱۸۱۰۔۱۸۷۸ء)، جلال لکھنوی (۱۸۳۱۔۱۹۰۹ء)، قلق(و.۱۸۸۰ء)، امانت(۱۸۱۵ء۔۱۸۵۹ء)، محسن (۱۸۲۵۔۱۹۰۵ء) کے حالات واقعات، کتب اور نمونہ کلام کو موضوع بحث بنایا گیا ہے۔ ساتویں باب میں آتش (۱۷۶۴۔۱۸۴۷ء) اور ان کا سلسلہ، دیگر شعرا میں نسیم(۱۸۱۱۔۱۸۴۵ء) ، شوق(۱۷۷۳۔۱۸۷۱ء)، رند(۱۷۹۷۔۱۸۵۷ء)، صبا(۱۸۰۵۔۱۸۵۵ء) کے احوال وآثار اور کلام شامل کیا گیا ہے۔ آٹھویں باب میں مصحفی (۱۷۵۱۔۱۸۲۴ء) اور ان کا سلسلہ دیگر شعرا میں مظفر علی خاں اسیر (۱۸۰۰۔۱۸۸۲ء)، امیر مینائی (۱۸۲۹۔۱۹۰۰ء)، شوق قدوائی(۱۸۵۲۔۱۹۲۵ء) ، ریاض (۱۸۵۳۔۱۹۳۴ء)، مضطر(۱۸۶۵۔۱۹۲۷ء)، جلیل(۱۸۶۶۔۱۹۴۶ء) کے احوال و آثار اور ان کا مشہور کلام شامل ہے۔ باب نہم میں لکھنو میں مرثیہ گوئی کی تاریخ، انیس(۱۸۰۳۔۱۸۷۴ء) ودبیر (۱۸۰۳۔۱۸۷۵ء) کی مرثیہ گوئی۔ باب دہم میں لکھنو کے آخری دور کی شاعری کے ساتھ دیگر شاعروں میں تسلیم(۱۸۱۹۔۱۹۱۱ء) ، حسرت(۱۸۷۸۔۱۹۵۱ء) ، نظم طباطبائی (۱۸۵۲۔۱۹۳۳ء)، صفی(۱۸۶۲۔۱۹۵۰ء) ، ثاقب(۱۸۶۹۔۱۹۴۶ء) ، عزیز(۱۸۸۲۔۱۹۳۵ء) ، آرزو (۱۸۷۳۔۱۹۵۱ء)، اثر (۱۸۸۵۔۱۹۶۷ء)، یگانہ (۱۸۸۴۔۱۹۵۶ء) کے احوال وآثار، کلام اور ان پر تبصرہ

زیرِ بحث لایا گیا ہے۔ آخر میں خلاصہ داستان، ضمیمہ جات اور ماخذات کتاب کا حصہ ہیں۔ مصنف اس کے دیباچے میں لکھتے ہیں:

"اردو زبان و ادب کی مکمل اور مفصل تاریخ جو مستند بھی ہو، ابھی تک نہیں لکھی گئی، دراصل کسی ایک مصنف کے لیے ایک ایسی تاریخ لکھنا آسان بھی نہیں۔ اس میں کم وبیش آٹھ سو سال کی لسانی اور ادبی تحریکات، شخصیات، مختلف اصناف سخن اور اسالیب زبان کا جائزہ شامل ہونا چاہیے، بہت سا مواد ابھی تک غیر مطبوعہ ہے۔ اردو میں تحقیقات علمی کا شوق بھی پچھلے پندرہ بیش سال میں ہی پروان چڑھا ہے اور تاریخ کے مختلف پہلوؤں اور ادوار پر تحقیقی کام انھی پندرہ بیس سالوں میں ہوا ہے۔"(۴)

مصحفی اور ان کا کلام

یہ کتاب ۱۹۵۰ء میں شیخ مبارک علی اینڈ سنز، لاہور نے شائع کی۔ اس کے صفحات کی تعداد ۲۰۴ ہے۔ آغاز میں شیخ غلام ہمدانی مصحفی کے دور کے سیاسی، سماجی اور ادبی حالات، دوسرے حصے میں دبستان دہلی اور دبستان لکھنؤ کے ماحول کو موضوع بنایا گیا ہے۔ اس کے بعد مصحفی کی غزلوں، مثنویوں اور قصائد پر تحقیقی تجزیے کے ساتھ آخر میں ان کا منتخب کلام شامل ہے۔

جرات، ان کا عہد اور عشقیہ شاعری

یہ کتاب ۱۹۵۲ء میں اردو مرکز، لاہور کے تعاون سے شائع ہوئی۔ صفحات کی تعداد ۱۴۴ ہے۔ کتاب کی ابتدا میں قلندر بخش جرات (۱۷۴۸ا-۱۸۰۹ء) کے عہد کے سیاسی حالات کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے۔ ابواللیث صدیقی نے جرات کے کلام پر اپنا مفصل تنقیدی نقطہ نظر پیش کیا ہے۔ آخر میں جرات کا کچھ کلام بھی شامل کیا گیا ہے۔ جرات کی شاعری کے تعلق سے وہ لکھتے ہیں:

"جرات کی شاعری کا سب سے اہم پہلو یہ ہے کہ انھوں نے ان معاملات کو موضوع بنایا جن کے وجود سے انکار کوئی نہیں کرتا لیکن شجرِ ممنوعہ کی طرح انھیں ہاتھ لگاتے سب ڈرتے تھے اور پھر ان کے اظہار کے لیے جو طریقہ اختیار کیا، وہ طریقہ اہلِ فن یا طریقۂ راسخانِ شعر یا بہ الفاظِ دیگر رسمی ڈگر سے ہٹا ہوا ہے اور یہی جرات کی عظمت کی دلیلیوں میں سے ایک ہے۔"(۵)

نظیر اکبر آبادی، ان کا عہد اور شاعری

اس کتاب کو ۱۹۵۷ء میں اردو مرکز، لاہور نے شائع کیا۔ صفحات کی تعداد ۲۲۰ ہے۔ اس میں نظیر اکبر آبادی (۱۷۳۵۔۱۸۳۰ء) کی شاعری کا مطالعہ، ان کا عہد (سیاسی و سماجی حالات) پر بحث کی گئی ہے۔ یہ کتاب محققین اور نقادوں کے لیے بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ اس میں نظیر کی نظموں کے ساتھ ان کی غزلوں پر بھی سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ کچھ اشعار پر تنقیدی نقطہ نظر پیش کیا گیا ہے۔ کتاب میں نظیر کے حوالے سے اپنا نقطہ نظر پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "نظیر کوئی حکیم یا فلسفی نہ تھے کہ ان کے کلام میں کسی خاص نظریۂ حیات کی تلاش کی جائے۔ وہ سیدھے سادھے دنیادار انسان تھے لیکن ان کا مشاہدہ تیز اور تحلیل و تجزیہ کی قوت بے پناہ تھی۔ اس لیے انھوں نے اپنے ماحول کا جس طرح جائزہ لیا ہے اور جو نتیجے نکالے ہیں، اسی کو ہم ان کا فلسفہ کہہ سکتے ہیں۔" (۶)

تنقیدی حوالے سے یہ کتاب اہم ماخذ ہے۔ اس میں نظیر کے عہد کا سماجی و ادبی پس منظر اور ان کی شاعری کے اہم پہلوؤں کو اجاگر کیا گیا ہے۔

اردو قواعد

اس کا پہلا اڈیشن ۱۹۵۹ء میں ویسٹ پاک پبلشنگ کمپنی، لاہور اور دوسرا اڈیشن رہبر پبلشرز، کراچی نے ۱۹۸۹ء میں شائع کیا۔ صفحات کی تعداد ۱۳۶ ہے۔ یہ قواعد پر ان کی پہلی کتاب ہے۔ اس کو ثانوی جماعت کے طلبہ کے لیے تحریر کیا گیا۔ یہ ایک جامع، مختصر اور مفید معلوماتی کتاب ہے۔ اس میں لفظ، کلمے کا فرق، صوت، حروف تہجی کی وضاحت کی گئی ہے۔

امراؤ جان ادا (تنقید و تبصرہ)

یہ ۷۴ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس تنقیدی تبصرے کا پہلا ایڈیشن ۱۹۶۱ء میں اردو اکیڈمی سندھ، کراچی نے شائع کیا۔ اب تک اس کے متعدد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ یہ ناول ایسی تخلیق ہے جو تہذیب و معاشرے کی مکمل عکاسی کرتا ہے۔ زیرِ نظر کتاب اس ناول پر ایک قابل قدر تنقیدی مضمون ہے۔

بنیادی اردو

یہ کتابچہ ۱۹۶۵ء میں مرکزی اردو بورڈ، لاہور کے تعاون سے شائع ہوا اور اس کے ۸۵ صفحات ہیں۔ اس کے سندھی اور پنجابی زبانوں میں بھی تراجم ہو چکے ہیں۔ اردو زبان کے بنیادی اصولوں کے حوالے سے یہ ایک اہم تحریر ہے۔ ہزاروں طالب علموں نے اس سے فیض پایا۔

اردو کی ادبی تاریخ کا خاکہ

یہ کتاب انٹرمیڈیٹ کے طلبا کے لیے ۱۹۶۷ء میں اردو اکیڈمی سندھ، کراچی نے شائع کی۔ صفحات کی تعداد ۱۹۰ ہے۔ اس کو ثانوی جماعت کے طلبہ کے لیے لکھا گیا ہے۔ اس میں اردو کی ابتداء، اردو زبان کو دورِ جدید میں علمی و ادبی حیثیت سے فروغ دینے میں سرسید احمد خان (۱۸۱۷۔۱۸۹۸ء) اور ان کے رفقائے کار کی ادبی خدمات کا جائزہ، اردو شاعری کی مختلف تحریکات اور اس کے عہد بہ عہد ارتقا کی داستان کو مختصراً بیان کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ ادب کی مختلف اصناف کی فنی خصوصیات بیان کی گئی ہیں۔

غزل اور متغزلین

مذکورہ کتاب ۳۳۵ صفحات پر مشتمل ہے جسے دہلی کے مشہور پبلشرز (بھارتی پبلی کیشنز) نے ۱۹۶۸ء میں شائع کیا۔ کتاب کا ابتدائیہ نو صفحات کا ہے۔ کتاب میں ان کے وہ مضامین شامل ہیں جو مختلف رسائل میں شائع ہو چکے ہیں۔ ان کے مطابق اس مجموعے میں چند مضامین ایسے ہیں جو گزشتہ بیس برسوں میں شائع ہوئے ہیں۔ ان مضامین میں غزل گوئی کے قدیم و جدید شعرا کے کلام پر بحث کی گئی ہے جس سے اردو زبان و ادب میں غزل کی اہمیت اجاگر ہوتی ہے۔ (۷)

جامع القواعد (حصہ صَرف)

یہ کتاب ۱۹۷۱ء میں مرکزی اردو بورڈ، لاہور نے شائع کی۔ صفحات کی تعداد ۵۶۰ ہے۔ یہ کتاب اردو قواعد کے "حصہ صَرف" پر مشتمل ہے۔ کتاب کے پہلے حصے میں مولوی عبدالحق (۱۸۷۲۔۱۹۶۱ء) کی کتاب **قواعد اردو** پر بحث کی گئی ہے۔ اس میں اردو زبان کا عہد بہ عہد لسانی ارتقا، اردو قواعد کا آغاز، قواعد کی ابتداء، زبان کا صوتی نظام، صوتی تبدیلیاں، اردو املا کے متعلق مفید معلومات شامل ہیں۔

جدید اردو ادبیات

یہ کتاب فیروز سنز، لاہور سے ۱۹۷۱ء میں شائع ہوئی۔ یہ نصابی کتاب ہے۔ اس میں منتخب نظم و نثر شامل ہے۔ اس کے علاوہ مولف کے دو مقالات "کچھ اردو زبان کے بارے میں"، "اردو شاعری پر ایک نظر" بھی شامل ہیں۔

آج کا اردو ادب

۳۲۸ صفحات پر مشتمل کتاب کو ۱۹۷۵ء میں ایجوکیشنل بک ہاؤس، علی گڑھ نے شائع کیا۔ یہ کتاب آٹھ حصوں پر مشتمل ہے ۔ اس میں اردو زبان و ادب کی سیاسی و سماجی منظر نگاری، جدید شاعری، افسانہ و ناول نگاری، تنقید اور طنز و مزاح پر مختلف مقالات شامل ہیں۔ کان کاگایا (Kan. Kagaya ۱۹۴۴۔۲۰۰۳ء) نے اس کا جاپانی زبان میں ترجمہ کر کے جاپان کی وزارت تعلیم سے شائع کروایا۔

ملفوظات اقبال مع حواشی و تعلیقات

اس کتاب کو ۱۹۷۷ء میں اقبال اکادمی پاکستان، لاہور نے شائع کیا۔ ۶۶۵ صفحات پر مشتمل اس کتاب میں مختلف مقالات کو یک جا کر کے مرتب کیا گیا ہے۔ مولف کا اپنا مقالہ بہ عنوان "حواشی و تعلیقات، اضافہ متن و تعلیقات" بھی کتاب کا حصہ ہے۔

اقبال اور مسلک تصوف

مذکورہ کتاب اقبال اکادمی پاکستان کے تعاون سے ۱۹۷۷ء میں شائع ہوئی۔ اس کے چھ سو ستائیس صفحات ہیں۔ کتاب میں تصوف کے تعلق سے علامہ محمد اقبال (۱۸۷۷۔۱۹۳۸ء) کے خیالات کو زیرِ بحث لایا گیا ہے۔ اس میں اقبال کی شاعری، ایران اور برصغیر میں اسلامی تصوف کا تاریخی پس منظر، صوفیۂ کرام کی عظمت، تصوف کے نفسیاتی اور فکری پہلو پر مفصل بحث کی گئی ہے۔ اقبال کے متصوفانہ افکار و خیالات سے آگاہی کے لیے یہ ایک اہم علمی کاوش ہے۔

ہندوستانی گرائمر

یہ کتاب ۱۹۷۷ء میں مجلس ترقی ادب، لاہور نے شائع کی۔ صفحات کی تعداد ۳۸۲ ہے۔ بنجمن شلزے (Benjamin Schulze ۱۶۸۹۔۱۷۶۰ء) نے *A Grammer of Hindoostani*

Language کے نام سے لاطینی زبان میں لکھی؛ بعد ازاں اس کا انگریزی ترجمہ ہوا۔ جاوید نہال (پ۱۹۲۸ء) اپنی کتاب **بنگال کا اُردو اَدب (انیسویں صدی میں)** میں بنجمن شلزے کے بارے میں لکھتے ہیں کہ "بنجمن شلزے ایک جرمن پادری تھا۔ ہندوستان میں شلزے کی آمد تبلیغی مشن کے سلسلے میں ہوئی۔ شاہِ ڈنمارک نے اسے کرناٹک کے دربار میں تعینات کیا۔ کرناٹک میں کچھ عرصہ گزارنے کے بعد شلزے مدراس چلا آیا۔ یہاں اس نے مذہبی تبلیغ کے لیے ایک اسکول کی بنیاد رکھی۔ اس نے اسکول چلانے کے لیے مختلف دیہات وقصبات کے دورے کیے اور مقامی باشندوں سے رابطے قائم کیے۔ اس طرح اس نے مورس زبان پر دسترس حاصل کرلی۔"(۸)

بنجمن شلزے نے ہندوستانی زبان کے علاوہ بہت سی دوسری علاقائی زبانیں بھی سیکھیں۔ زبانوں پر مہارت کے بعد مذہبی کتب کے تراجم کیے۔ اس نے **عہد نامہ جدید** ۱۷۲۷ء اور **عہد نامہ قدیم** ۱۷۳۲ء میں تیلگو زبان میں ترجمہ کیا۔

ابواللیث صدیقی نے یہ کتاب انگریزی سے اردو میں ترجمہ کی اور اسے مقدمے، حواشی اور مفید تعلیقات کے ساتھ شائع کیا۔ اسے پانچ ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے۔ کتاب میں حروف نہی، اسم کے بارے میں مکمل بیان، گردان، ساخت، ضمائر، ضمیر اشارہ (قریب، بعید)، ضمیر استفہامی، فعل کی بحث، حروف عطف جیسے موضوعات شامل ہیں۔ بنجمن شلزے کی ہندوستانی گرامر کو قدیم ترین قواعد قرار دیا جاسکتا ہے۔ اردو قواعد کی تاریخ میں اس کی اہمیت وافادیت سے صرفِ نظر نہیں کیا جاسکتا۔

اردو میں سائنسی ادب کا اشاریہ

یہ کتاب ۱۹۸۱ء میں مقتدرہ قومی زبان، کراچی نے شائع کی۔ کتاب کے صفحات کی تعداد ۳۴۴ ہے۔ اس میں مختلف سائنسی موضوعات پر اردو زبان میں شائع ہونے والی کتب کا اشاریہ شامل ہے۔ مرتب اس کے آخر میں لکھتے ہیں کہ یہ کتاب اردو کے پورے سائنسی ادب کا احاطہ نہیں کرتی۔ البتہ دست یاب معلومات کی روشنی میں کسی حد تک احاطہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ایک بات واضح ہے کہ اردو میں سائنسی ادب کی تخلیقی رفتار سست ہے۔(۹)

تاریخ زبان و ادب اردو

یہ کتاب ۱۹۹۸ء میں رہبر پبلشرز، کراچی سے شائع ہوئی۔ صفحات کی تعداد ۱۲۶۸، اور یہ انسٹھ ابواب پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب سیاسی، تمدنی اور تہذیبی تناظر کو مدنظر رکھتے ہوئے لکھی گئی ہے۔

ابواللیث کا اسلوب کسی بھی نثری یا شعری فن پارے کی غمازی کرتا ہے۔ مصنف اپنے خیالات اور افکار کو جن الفاظ میں بیان کرتے ہیں وہ ان کی انفرادیت کو ظاہر کرتا ہے۔ ابواللیث کی تحریروں میں سادگی، روانی اور ابلاغ ملتا ہے۔ انھوں نے اپنی تحریروں میں اردو زبان کے ساتھ فارسی زبان کے جملوں کا بھی استعمال کیا ہے۔ ان کی تحریروں کا اصل مقصد تفہیم اور ابلاغ ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ تحریر پڑھنے والے کے دل میں اپنا تاثر ضرور قائم کرتی ہے۔ نصابی ضرورتوں کے تحت تصنیف یا تالیف کی جانے والی کتابوں میں انھوں نے طلبہ کی ذہنی اور علمی سطح پیشِ نظر رکھی ہے اور مطالب و اسلوب کو حتی الامکان سلیس رکھا ہے۔ انھوں نے اپنی تحریروں میں دل چسپی کا عنصر پیدا کرنے کے لیے طنز و مزاح اور کہیں اشعار کا بھی استعمال کیا ہے۔ طنز و مزاح کے حوالے سے ان کا ایک اقتباس ملاحظہ ہو:

> "نیل کے ساتھ گائے کا لفظ بھی شامل تھا اور جس راستے سے گزرنا تھا، اس میں ہندو بھائیوں کے گاؤں بھی تھے۔ اب یہ نام انھوں نے بدل دیا ہے اور جب سے جنگلوں میں ان کی کثرت ہوئی ہے اور ان کے گلے رات کی رات میں پوری فصلوں کو اجاڑ دیتے ہیں تو اب انھوں نے اس کا نام نیل گھوڑا رکھ دیا ہے۔ اب کسی کو اس کے مارنے پر اعتراض نہیں۔"(۱۰)

ابواللیث صدیقی کی اردو زبان و ادب کے حوالے سے خدمات قابل قدر ہیں۔ انھوں نے بہ طور محقق، نقاد، ماہر لسانیات، ماہر اقبالیات، مورخ اور استاد اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوایا اور ساتھ ہی صحافت کے میدان میں بھی اپنے فن کے جوہر دکھائے۔ ان کی بیشتر کتب نایاب ہو چکی ہیں جنھیں نئے سرے سے شائع کرنے کی ضرورت ہے۔ اردو زبان و ادب کے حوالے سے ان کی خدمات کبھی فراموش نہیں کی جاسکتیں۔

☆☆☆☆☆

حواشی و حوالے

(۱) ڈاکٹر ابواللیث صدیقی کے خاندان کے مورثِ اعلیٰ شیخ حمید الدین گنوری مخلص ابنِ ملا بدر الدین حضرت محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ (حضرت ابو بکر صدیق کے صاحبزادے) کی اولاد میں سے تھے۔ شیخ حمید الدین المعروف دادا حمید الدین، سلطان غیاث الدین بلبن کے عہد میں بدایون میں تشریف لائے۔ انھی بزرگ کی وجہ سے برصغیر میں یہ خاندان حمیدی کے نام سے مشہور ہوا۔

(۲) ابواللیث صدیقی، لکھنو کا دبستان شاعری، (علی گڑھ: شعبۂ اردو مسلم یونیورسٹی، ۱۹۴۴ء)، ۲۔

(۳) www.jang.com.pk dated 25 Oct., 2021

(۴) ابواللیث صدیقی، لکھنو کا دبستان شاعری، (دہلی: مکتبہ علم و فن، ۱۹۶۵ء)، ۷۔

(۵) شیر اززیدی، ڈاکٹر ابواللیث صدیقی (علمی و ادبی خدمات کا تحقیقی مطالعہ)، (کراچی: سعیدی پبلی کیشنز، ۲۰۱۴ء)، ۹۴۔

(۶) ابواللیث صدیقی، نظیر اکبر آبادی ان کا عہد اور شاعری، (لاہور: اردو مرکز، ۱۹۵۷ء)، ۱۰۰۔

(۷) ابواللیث صدیقی، غزل اور متغزلین، (دہلی: بھارتی پبلی کیشنز، ۱۹۶۸ء)، ۱۳۔

(۸) جاوید نہال، بنگال کا اُردو اَدب (انیسویں صدی میں)، (کلکتہ: عثمانیہ بک ڈپو، طبع ثانی، ۱۹۸۴ء)، ۴۶-۴۷۔

(۹) ابواللیث صدیقی، اردو میں سائنسی ادب کا اشاریہ، (کراچی: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۱ء)، ۳۴۴۔

(۱۰) شیر اززیدی، ڈاکٹر ابواللیث صدیقی (علمی و ادبی خدمات کا تحقیقی مطالعہ)، ۴۵۸۔

BIBLIOGRAPHY

- Abu al- Lais Siddiqui, *Ghazal Aur Mutaghazzilīn*, (Delhi: Indian Publications, 1968).
- Abu al- Lais Siddiqui, *Lucknau ka Dabistān-i Sh'airī,* (Ali Garh: Department of Urdu, Muslim University, 1944).
- Abu al- Lais Siddiqui, *Nazīr Akbarabadī Unka 'Ahad aur Sha'irī,* (Lahore: Urdu Markaz, 1957).
- Abu al- Lais Siddiqui, *Urdū mein Sciencī Adab ka Ishāria,* (Karachi: Muqtadra Qaomi Zuban 1981).
- Javed Nihal, *Banghāl ka Urdū Adab: 19vī Sdī men,* (Kalkatta: Osmania Book Dipo, 1984).
- Sheraz Zaidi, *Abu al Lais Siddiqī: 'Ilmī-o-Adabī Khidmāt ka Taḥqiqī Mutal'a,* (Karachi: Saeedi Publications 2014).

❖❖❖